آپ کی امانت
آپ کی سیوا میں
مرتب
مولانا محمد کلیم صدیقی
سنابل بک ڈپو
نزد فائر اسٹیشن مغل پورہ، حیدرآباد

نام کتاب	:	آپ کی امانت آپ کی سیوا میں
مصنف	:	مولانا محمد کلیم صدیقی، پھلت، مظفر نگر(یو پی)
اشاعت اول/تعداد:		2006ء/2000
اشاعت دوم	:	ماہ جون/2008ء
کمپوزنگ	:	محمد ناصر سجاد، عارف کمپیوٹر سنٹر 9346993216
		9291680102/9848980345

ملنے کے پتے

مفتی محترم صاحب القاسمی، برانچ سنابل بک ڈپو، اپر پا کالونی، جیڈی میٹلہ 9397093917

Ateeq Patel A.P.Galvanizing Industres

5-55/44-A.Doolapally Road Pashe VExtn I.D.A.

Jeedimetla Hyd. Ph:9849747836/23195569

سنابل بک ڈپو، نزد فائر اسٹیشن مغل پورہ حیدرآباد، 9849883542/9347024207

66204207

ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدرآباد 24523011/9246543507

مولانا مکرم القاسمی، طیبہ بک ڈپو، گلبرگہ، کرناٹک 9449266966

دکن ٹریڈرس، مغل پورہ پانی ٹانکی، حیدرآباد 24521777/9392491606

الامین کتابستان، مدنی مارکیٹ، دیوبند 09412680528/01336-221212

سنابل کتاب گھر، نزد چھتہ مسجد، دیوبند 09358140863

مکتبہ انیس، دیوبند 09412496764

مکتبہ ملت، نزد مسلم فنڈ، دیوبند 09359513645/01336-225268

کتب خانہ نعیمیہ، نزد جامع مسجد دیوبند 9897949325/01336-223294

فہرست

دیباچہ

اگر آگ کی ایک چھوٹی چنگاری آپ کے سامنے پڑی ہو اور ایک نادان بچہ سامنے سے ننگے پاؤں آرہا ہو، اس کا ننھا سا پاؤں سیدھے آگ پر پڑنے جارہا ہو، تو آپ کیا کریں گے؟

آپ فوراً اس بچے کو گود میں اٹھالیں گے اور آگ سے دور کھڑا کر کے آپ کو بے حد خوشی کا احساس ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی انسان آگ میں جھلس جائے یا جل جائے تو آپ تڑپ جاتے ہیں اور اس کے لیے آپ کے دل میں ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا آخر ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ تمام مخلوق صرف ایک ماں باپ کی اولاد ہے اور ہر ایک کے سینے میں ایک دھڑکتا ہوا دل ہے، جس میں محبت ہے، ہمدردی اور غمگساری ہے، وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں تڑپتا ہے اور ایک دوسرے کی مدد کر کے خوش ہوتا ہے، اس لیے سچا انسان اور آدمی وہی ہے جس کے سینے میں پوری انسانیت کے لیے محبت کا جذبہ پیدا ہو، جس کا ہر کام انسان کی خدمت کے لیے ہو اور جو ہر ایک کو دکھ درد میں دیکھ کر تڑپ جائے اور اس کی مدد اس کی زندگی کا لازمی حصہ بن جائے۔

اس جہاں میں انسان کی یہ زندگی عارضی ہے اور مرنے کے بعد اسے ایک زندگی ملے گی جو دائمی ہوگی، اپنے سچے مالک کی بندگی اور اسی کی اطاعت کے بغیر مرنے کے بعد کی زندگی میں جنت حاصل نہیں ہو سکتی اور ہمیشہ کے لیے دوزخ کا ایندھن بننا پڑے گا۔

آج لاکھوں کروڑوں انسان دوزخ کا ایندھن بننے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں اور ایسے راستے پر چل رہے ہیں، جو سیدھا دوزخ کی طرف جاتا ہے، اس ماحول میں ان تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے، جو نسلِ انسانی سے محبت کرتے ہیں اور انسانیت میں یقین

رکھتے ہیں کہ وہ آگے آئیں اور دوزخ میں گرنے والوں کو بچانے کا اپنا فرض پورا کریں۔

ہمیں خوشی ہے کہ انسانوں سے سچی ہمدردی رکھنے والے اور ان کو دوزخ کی آگ سے بچا لینے کے دکھ میں گھلنے والے مولانا محمد کلیم صدیقی نے پیار و محبت کے کچھ پھول پیش کیے ہیں، جس میں انسانیت کے لیے ان کی محبت صاف جھلکتی ہے اور اس کے ذریعہ انہوں نے وہ فرض پورا کیا ہے، جو ایک سچے مسلمان ہونے کے ناطے ہم سب پر ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ دل کے یہ ٹکڑے اور آپ کی امانت آپ کی سامنے پیش ہے۔

وصی سلیمان ندوی
ایڈیٹر اردو "ماہنامہ اَرمُغان"
پُھلت، مظفر نگر (یوپی)

اللہ کے نام سے جونہایت مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

مجھے معاف کردیں

میرے پیارے قارئین ! مجھے معاف کردیجئے ، میں اپنی اور اپنی تمام مسلم برادری کی جانب سے آپ سے معذرت چاہتا ہوں ، جس نے اس دنیا کے سب سے بڑے شیطان کے بہکاوے میں آکر آپ کی سب سے بڑی دولت آپ تک نہیں پہنچائی ، اس شیطان نے گناہ کی جگہ گنہگار کی بے عزتی دل میں بٹھا کر اس پوری دنیا کو جنگ کا میدان بنادیا، اس غلطی کا خیال کر کے ہی میں نے آج قلم اٹھایا ہے کہ آپ کا حق آپ تک پہنچاؤں اور بغیر کسی لالچ کے محبت اور انسانیت کی باتیں آپ سے کہوں۔

وہ سچا مالک جو دلوں کے حال جانتا ہے، گواہ ہے کہ ان صفحات کو آپ تک پہنچانے میں، میں بے لوثی کے ساتھ حقیقی ہمدردی کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں، ان باتوں کو آپ تک نہ پہنچا پانے کے غم میں کتنی راتوں کی میری نینداڑی ہے، آپ کے پاس ایک دل ہے، اس سے پوچھ لیجئے، وہ بالکل سچا ہوتا ہے۔

ایک محبت بھری بات

یہ بات کہنے کی نہیں، مگر میری تمنا ہے کہ میری ان باتوں کو جو محبت کے کلمات ہیں، آپ پیار کی آنکھوں سے دیکھیں اور پڑھیں، اس مالک کے لیے جو سارے جہان کو چلانے اور بنانے والا ہے، غور کریں، تا کہ میرے دل اور روح کو سکون حاصل ہو، کہ میں نے اپنے بھائی یا بہن کی امانت اس تک پہنچائی اور اپنے انسان ہونے کا فرض ادا کر دیا۔

اس جہاں میں آنے کے بعد ایک انسان کے لیے جس سچائی کو جاننا اور ماننا ضروری ہے اور جو اس کی سب سے بڑی ذمہ داری اور فرض ہے، وہ محبت بھری بات میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

فطرت کا سب سے بڑا سچ

اس جہان بلکہ فطرت کی سب سے بڑی سچائی ہے کہ اس جہاں، مخلوق اور کائنات کا بنانے والا، پیدا کرنے والا اور اس کا نظام سنبھالنے والا صرف اور صرف ایک اکیلا مالک ہے، وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے، دنیا کو بنانے، چلانے، مارنے اور جلانے میں اس کا کوئی شریک نہیں، وہ ایک ایسی طاقت ہے جو ہر جگہ موجود ہے، ہر ایک کی سنتا ہے، ہر ایک کو دیکھتا ہے، سارے جہاں میں ایک پتہ بھی اس کی اجازت کے بغیر جنبش نہیں کرسکتا، ہر انسان کی روح اس کی گواہی دیتی ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اور چاہے مورتی کا پجاری ہو، مگر اندر سے وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ پالنے والا، رب اور اصلی مالک صرف وہی ایک ہے۔

انسان کی عقل میں بھی اس کے علاوہ کوئی بات نہیں آسکتی کہ سارے جہاں کا مالک اکیلا ہے، اگر کسی اسکول کے دو پرنسپل ہوں تو اسکول نہیں چل سکتا، ایک گاؤں کے دو پردھان ہوں تو گاؤں کا نظام ختم ہوجاتا ہے، کسی ایک دیش کے دو بادشاہ نہیں ہوسکتے، تو اتنی بڑی دنیا کا نظام ایک سے زیادہ خدایا مالکوں کے ذریعہ کیسے چل سکتا ہے اور دنیا کی منتظم کئی ہستیاں کس طرح ہوسکتی ہیں؟

ایک دلیل

قرآن جو اللہ کا کلام ہے، اس نے دنیا کو اپنی حقانیت بتانے کے لیے یہ دعویٰ کیا کہ:

> اگر تم کو شک ہے کہ قرآن اس مالک کا سچا کلام نہیں ہے، تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر دکھاؤ اور چاہو تو اس کام کے لیے خدا کے سوا تمام جہان کو اپنی مدد کے لیے بلالو، اگر تم سچے ہو۔ (سورۃ البقرۃ:۲۳)

چودہ سو سال سے آج تک اس دنیا کے انسان، سائنس اور کمپیوٹر تک ریسرچ کر کے تھک چکے اور اپنا سر جھکا چکے ہیں، کوئی بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ یہ اللہ کی کتاب نہیں ہے۔

اس پاک کتاب میں مالک نے ہماری عقل کو اپیل کرنے کے لیے بہت سی دلیلیں دی ہیں، ایک مثال یہ ہے: ''اگر زمین اور آسمان میں بہت سارے معبود (اور مالک) ہوتے تو بڑی خرابی اور فساد مچ جاتا، ایک کہتا کہ اب رات ہوگی، دوسرا کہتا کہ دن ہوگا، ایک کہتا کہ چھ مہینے کا دن ہوگا تو دوسرا کہتا کہ تین مہینے کا ہوگا، ایک کہتا سورج آج پچھم سے نکلے گا، دوسرا کہتا کہ نہیں، پورب سے نکلے گا، اگر دیوی، دیوتاؤں کو یہ حق واقعی ہوتا اور وہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں شریک بھی ہوتے تو کبھی ایسا ہوتا کہ ایک غلام نے پوجا، ارچنا کر کے بارش کے دیوتا سے اپنی بات منوالی، تو بڑے مالک کی جانب سے آرڈر آتا کہ ابھی بارش نہیں ہوگی، پھر نیچے والے ہڑتال کر دیتے، اب لوگ بیٹھے ہیں کہ دن نہیں نکلا، معلوم ہوا کہ سورج دیوتا نے ہڑتال کر رکھی ہے۔

سچی گواہی

سچ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز گواہی دے رہی ہے، یہ منظم طریقہ پر چلتا ہوا کائنات کا نظام گواہی دے رہا ہے کہ جہان کا مالک اکیلا اور صرف ایک ہے، وہ جب چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے، اس کو تصورات اور خیالوں میں نہیں باندھا جا سکتا، اس کی تصویر نہیں بنائی جا سکتی، اس مالک نے سارے جہان کو انسانوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا، سورج انسان کا خدمت گار، ہوا انسان کی خادم، یہ زمین بھی انسان کی خدمت گار ہے، آگ، پانی، جاندار اور بے جان دنیا کی ہر شئی انسان کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہے، انسان کو سب چیزوں کا سردار بنایا گیا ہے اور صرف اپنا بندہ اور اپنی بندگی اور حکم ماننے کے لیے پیدا کیا ہے۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ جب پیدا کرنے والا، زندگی دینے والا، موت دینے

والا، کھانا، پانی دینے والا اور زندگی کی ہر ضرورت فراہم کرنے والا وہ ہے، تو سچے انسان کو اپنی زندگی اور زندگی سے متعلق تمام اشیاء اپنے مالک کی مرضی سے اور اس کا فرمانبردار ہو کر استعمال کرنی چاہئیں، اگر کوئی انسان اپنی زندگی اس اکیلے مالک کا حکم ماننے میں نہیں گذار رہا ہے تو وہ انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

ایک بڑی سچائی

اس سچے مالک نے اپنی سچی کتاب قرآن کریم میں ایک سچائی ہم کو بتائی ہے۔

ترجمہ: ہر ایک نفس (جاندار) کو موت کا مزہ چکھنا ہے، پھر تمہیں ہماری جانب پلٹ کر آنا ہوگا۔ (سورۃ العنکبوت:۵۸)

اس آیت کے دو حصے ہیں، پہلا یہ کہ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، یہ ایسی بات ہے کہ ہر مذہب، ہر طبقے اور ہر جگہ کا آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے؛ بلکہ جو مذہب کو مانتا بھی نہیں، وہ بھی اس سچائی کے آگے سر جھکاتا ہے اور جانور تک موت کی سچائی کو سمجھتے ہیں، چوہا بلی کو دیکھ کر بھاگتا ہے اور کتا بھی سڑک پر آتی ہوئی کسی گاڑی کو دیکھ کر بھاگ اٹھتا ہے؛ اس لیے کہ ان کو موت پر یقین (ایمان) ہے۔

موت کے بعد

اس آیت کے دوسرے حصے میں قرآن مجید ایک بڑی سچائی کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے، اگر وہ انسان کی سمجھ میں آجائے تو سارے جہان کا ماحول بدل جائے، وہ سچائی یہ ہے کہ تم مرنے کے بعد میری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اس دنیا میں جیسے بھی کام کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے۔

مرنے کے بعد تم گل سڑ جاؤ گے اور دوبارہ پیدا نہیں کیے جاؤ گے، ایسا نہیں ہے، نہ ہی یہ سچ ہے کہ مرنے کے بعد تمہاری روح کسی اور جسم میں داخل ہو جائے گی، یہ نظریہ

انسانی عقل کی کسوٹی پر کھرا نہیں اترتا۔

پہلی بات یہ ہے کہ آواگمن کا یہ مفروضہ ویدوں میں موجود نہیں ہے، بعد کے پُرانوں (مذہبی کتابوں) میں اس کا بیان ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے پیدائشی جرثوموں پر لکھی اولاد کی صفات باپ سے بیٹے اور بیٹے سے اس کے بیٹے میں منتقل ہوتی ہیں، اس نظریہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ شیطان نے مذہب کے نام پر لوگوں کو اونچ نیچ میں باندھ دیا، مذہب کے نام پر شودروں سے خدمت لینے اور ان کو نیچ سمجھنے والے مذہب کے ٹھیکیداروں سے سماج کے دبے کچلے طبقے کے لوگوں نے جب یہ سوال کیا کہ جب ہمارا پیدا کرنے والا خدا ہے اور اس نے سب انسانوں کو آنکھ، کان، ناک ہر چیز میں برابر بنایا ہے تو آپ لوگوں نے اپنے آپ کو بڑا اور ہمیں نیچا کیوں بنایا؟ اس کے لیے انہوں نے آواگمن کا سہارا لے کر یہ کہہ دیا کہ تمہاری پچھلی زندگی کے کاموں نے تمہیں نیچ بنایا ہے۔

اس نظریہ کے اندر ساری روحیں دوبارہ پیدا ہوتی ہیں اور اپنے کام کے حساب سے اجسام بدل بدل کر آتی ہیں، زیادہ برے کام کرنے والے لوگ جانوروں کے جسموں میں پیدا ہوتے ہیں، ان سے زیادہ برے کام کرنے والے نباتات کی یونی (قالب) میں چلے جاتے ہیں، جن کے کام اچھے ہوتے ہیں، وہ موکچھ یعنی آواگمن کے چکر سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

آواگمن کے خلاف تین دلائل

ا:- اس سلسلہ میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ساری دنیا کے عالموں اور ریسرچ کرنے والے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اس زمین پر سب سے پہلے نباتات پیدا ہوئیں، پھر جانور پیدا ہوئے اور اس کے کروڑوں سال بعد انسان کی پیدائش ہوئی، اب جب کہ انسان ابھی اس زمین پر پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور کسی انسانی روح نے ابھی برے کام ہی نہیں کیے تھے تو کن روحوں نے پیڑوں پودوں اور جانوروں کے جسم میں جنم لیا؟

۲:- دوسری بات یہ ہے کہ اس نظریہ کو مان لینے کے بعد یہ ماننا پڑے گا کہ اس زمین پر جانداروں کی تعداد میں لگاتار کمی ہوتی رہی ہے، جو روحیں آواگمن سے نجات حاصل کرلیں گی، ان کی تعداد کم ہوتی رہنی چاہئے؛ جب کہ یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے کہ اس اتنی بڑی زمین پر انسانوں، جانوروں اور نباتات ہر طرح کے جانداروں کی تعداد میں لگاتار اضافہ ہوتا رہا ہے۔

۳:- تیسری بات یہ ہے کہ اس دنیا میں پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی تعداد میں زمین آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے، مرنے والے انسان کی مناسبت میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے، کبھی کبھی کروڑوں مچھر پیدا ہوجاتے ہیں؛ جبکہ مرنے والے اس سے بہت کم ہوتے ہیں، کہیں کہیں کچھ بچوں کے بارے میں یہ مشہور ہوجاتا ہے کہ وہ اس جگہ کو پہچان رہا ہے، جہاں وہ رہتا تھا، اپنا پرانا نام بتادیتا ہے اور یہ بھی کہ وہ دوبارہ جنم لے رہا ہے، یہ سب شیطان اور بھوت پریت ہوتے ہیں، جو بچوں کے سر چڑھ کر بولتے ہیں اور انسانوں کے دین ایمان کو خراب کرتے ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ یہ سچائی مرنے کے بعد ہر انسان کے سامنے آجاتی ہے کہ انسان مرنے کے بعد اپنے مالک کے پاس جاتا ہے اور اس جہان میں اس نے جیسے کام کیے ہیں، اس کے حساب سے سزا یا اچھا بدلہ پائے گا۔

اعمال کا پھل ملے گا

اگر وہ اچھے کام کرے گا، بھلائی اور نیکی کے راستے پر چلے گا، تو وہ جنت میں جائے گا، جنت جہاں ہر آرام کی چیز ہے اور ایسی ایسی عیش و آرام کی چیزیں ہیں، جن کو اس دنیا میں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گذرا اور سب سے بڑی جنت کی نعمت یہ ہوگی کہ جنتی لوگ وہاں اپنے مالک کا اپنی آنکھوں سے دیدار کرسکیں گے، جس کے برابر آنند اور مسرت کی کوئی چیز نہیں ہوگی۔

اسی طرح جو لوگ برے کام کریں گے، گناہ کر کے اپنے مالک کی نافرمانی کریں گے، وہ وہاں آگ میں جلیں گے، وہاں انہیں گناہ کی سزا ملے گی اور سب سے بڑی سزا یہ ہوگی کہ وہ اپنے مالک کے دیدار سے محروم رہ جائیں گے اور ان پر ان کے مالک کا دردناک عذاب ہوگا۔

خدا کا شریک بنانا سب سے بڑا گناہ ہے

اس سچے مالک حقیقی نے اپنے قرآن میں ہمیں بتایا کہ نیکیاں اور اچھے کام چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی، اسی طرح اس مالک کے یہاں گناہ اور برے کام بھی چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، اس نے ہمیں بتایا کہ جو گناہ ہمیں سب سے زیادہ سزا کا حق دار بناتا ہے، جس کو وہ کبھی معاف نہیں کرے گا، جس کا کرنے والا ہمیشہ جہنم میں جلتا رہے گا اور اس کو موت بھی نہیں آئے گی، وہ اس اکیلے مالک کا کسی کو شریک بنانا ہے، اپنے سر اور ماتھے کو اس کے علاوہ کسی اور کے آگے جھکانا، اپنے ہاتھ کسی اور کے آگے جوڑنا، اس کے علاوہ کسی اور کو پوجا کے قابل بنانا، مارنے والا زندہ کرنے والا، روزی دینے والا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھنا بہت بڑا گناہ اور انتہائی ظلم ہے، چاہے وہ کسی دیوی دیوتا کو مانا جائے یا سورج چاند، ستارے یا کسی پیر فقیر کو، کسی کو بھی اس مالک کے علاوہ پوجا کے قابل سمجھنا شرک ہے، جس کو وہ مالک کبھی معاف نہیں کرے گا،، اس کے علاوہ ہر گناہ کو وہ اگر چاہے تو معاف کر دے گا، اس گناہ کو خود ہماری عقل بھی اتنا ہی برا سمجھتی ہے اور ہم بھی اس عمل کو اتنا ہی ناپسند کرتے ہیں۔

ایک مثال

مثال کے طور اگر کسی کی بیوی جھگڑالو اور بات بات پر گالیاں دینے والی ہو اور کچھ کہنا سننا نہیں مانتی ہو؛ لیکن وہ اگر اس سے گھر سے نکلنے کو کہہ دے تو وہ کہتی ہے کہ میں صرف تیری ہوں تیری رہوں گی، تیرے دروازے پر مروں گی اور ایک پل کے لیے

تیرے گھر سے باہر نہیں جاؤں گی، تو شوہر لاکھ غصہ کے بعد بھی اس سے نبھانے کے لیے مجبور ہو جائے گا۔

اس کے برخلاف اگر کسی کی بیوی نہایت خدمت گذار اور حکم کی پابند ہے، وہ ہر وقت اس کا خیال رکھتی ہے، شوہر آدھی رات کو گھر پر آتا ہے تو اس کا انتظار کرتی رہتی ہے، اس کے لیے کھانا گرم کرتی اور نکالتی ہے، پیار و محبت کی باتیں کرتی ہے، وہ ایک دن اس سے کہنے لگے کہ آپ میرے شریک حیات ہیں؛ لیکن میرا اکیلے آپ سے کام نہیں چلتا؛ اس لیے اپنے پڑوسی جو ہیں میں نے آج سے انہیں بھی اپنا شوہر بنا لیا ہے، تو اگر اس کے شوہر میں کچھ بھی غیرت کا مادہ ہے تو وہ یہ برداشت نہیں کر پائے گا، یا اپنی بیوی کی جان لے لے گا یا خود مر جائے گا۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ صرف اس لیے کہ کوئی شوہر اپنے مخصوص شوہرانہ حقوق میں کسی کو شریک دیکھنا نہیں چاہتا، آپ نطفہ کی ایک بوند سے بنے ہیں، تو اپنا شریک بنانا پسند نہیں کرتے، تو وہ مالک جو اس ناپاک بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے، وہ کیسے یہ برداشت کرے گا کہ کوئی اس کا شریک ہو، اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پوجا کی جائے؛ جب کہ اس پورے جہان میں جس کو جو کچھ دیا ہے اسی نے عطا کیا ہے، جس طرح ایک طوائف اپنی عزت و آبرو بیچ کر ہر آنے والے آدمی کو اپنے اوپر قبضہ دے دیتی ہے، تو اس کی وجہ سے وہ ہماری نظروں سے گری ہوئی رہتی ہے، وہ آدمی اپنے مالک کی نظروں میں اس سے زیادہ نیچ اور گرا ہوا ہے جو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت میں مست ہو، چاہے وہ کوئی دیوتا ہو یا مورتی ہو یا کوئی دوسری شئی۔

قرآن پاک میں مورتی پوجا کی مخالفت

مورتی پوجا کے لیے قرآن مجید میں ایک مثال پیش کی گئی ہے، جو غور کرنے کے قابل ہے:

اللہ کو چھوڑ کر تم جن اشیاء کو پوجتے ہو، وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور پیدا کرنا تو دور کی بات ہے، اگر مکھی ان کے سامنے سے کوئی چیز (پرساد وغیرہ) چھین لے جائے تو واپس نہیں لے سکتیں، پھر کیسے بزدل ہیں! معبود اور کیسے کمزور ہیں عبادت کرنے والے اور انہوں نے اس اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہئے تھی، جو طاقتور اور زبردست ہے۔ (سورۃ الحج پارہ: ۱۷، رکوع: ۱۷)

کیا اچھی مثال ہے، بنانے والا تو خود خدا ہوتا ہے، اپنے ہاتھوں سے بنائی گئی مورتیوں کے ہم بنانے والے ہیں، اگر ان مورتیوں میں تھوڑی بہت سمجھ ہوتی تو وہ ہماری عبادت کرتیں۔

ایک بودا خیال

کچھ لوگوں کا ماننا یہ ہے کہ ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ انہوں نے ہی ہمیں مالک کا راستہ دکھایا اور ان کے وسیلے سے ہم مالک کی عنایت حاصل کرتے ہیں، یہ بالکل ایسی بات ہوئی کہ کوئی قلی سے ٹرین کے بارے میں معلومات کرے اور جب قلی اسے ٹرین کے بارے میں معلومات دے دے تو وہ ٹرین کی جگہ قلی پر سوار ہو جائے، کہ اس نے ہی ہمیں ٹرین کے بارے میں بتایا ہے، اسی طرح اللہ کی صحیح سمت اور راستہ بتانے والے کی عبادت کرنا بالکل ایسا ہے جیسے ٹرین کو چھوڑ کر قلی پر سوار ہو جانا۔

کچھ بھائی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم صرف دھیان جمانے اور توجہ مرکوز کرنے کے لیے ان مورتیوں کو رکھتے ہیں، یہ بھی خوب رہی کہ خوب غور سے کُتے کو دیکھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ والد صاحب کا دھیان جمانے کے لیے کُتے کو دیکھ رہے ہیں، کہاں والد صاحب اور کہاں کُتا؟ کہاں یہ کمزور مورتی اور کہاں وہ انتہائی زبردست، رحیم و کریم مالک! اس سے دھیان بندھے گا یا ہٹے گا؟

خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی طرح سے کسی کو بھی اس کا شریک ماننا سب سے بڑا گناہ ہے، جس کو خدا تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا اور ایسا آدمی ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنے گا۔

سب سے اچھی نیکی ایمان ہے

اسی طرح سب سے بڑی بھلائی اور نیکی "ایمان" ہے، جس کے بارے میں دنیا کے تمام مذہب والے یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ یہیں چھوڑ جانا ہے، مرنے کے بعد آدمی کے ساتھ صرف ایمان جائے گا، ایمانداری یا ایمان والا اس کو کہتے ہیں جو حق والے کو حق دینے والا ہو اور حق مارنے والے کو ظالم کہتے ہیں، اس انسان پر سب سے بڑا حق اس کے پیدا کرنے والے کا ہے، وہ یہ کہ سب کو پیدا کرنے والا، موت و زندگی دینے والا مالک، رب اور عبادت کے لائق وہ اکیلا ہے، تو پھر اسی کی عبادت کی جائے، اسی کو مالک، نفع و نقصان، عزت و ذلت دینے والا سمجھا جائے اور یہ دی ہوئی زندگی اسی کی مرضی اور اطاعت کے ساتھ بسر کی جائے، اسی کو مانا جائے اور اسی کی مانی جائے، اسی کا نام ایمان ہے، صرف اسی ایک کو مالک مانے بغیر اور اس کی تابعداری کے بغیر انسان ایماندار نہیں ہوسکتا؛ بلکہ وہ بے ایمان کہلائے گا۔

مالک کا سب سے بڑا حق مار کر لوگوں کے سامنے ایمانداری دکھانا ایسا ہی ہے کہ ایک ڈاکو بہت بڑی ڈکیتی سے مال دار بن جاتا ہے اور پھر دوکان پر لالہ جی سے کہے کہ آپ کا ایک پیسہ حساب میں زیادہ چلا گیا ہے، آپ لے لیجیے، اتنا مال لوٹنے کے بعد دو پیسے کا حساب دینا جیسی ایمانداری ہے، اپنے مالک کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا اس سے بھی بدتر ایمان داری ہے۔

ایمان صرف یہ ہے کہ انسان اپنے مالک کو اکیلا مانے، اس اکیلے کی عبادت کرے اور اس کے ذریعہ زندگی کی ہر گھڑی کو مالک کی مرضی اور حکم ماننے کے ساتھ بسر

کرے، اس کی دی ہوئی زندگی کو اس کی مرضی کے مطابق گزارنا ہی دین کہلاتا ہے اور اس کے احکامات کو نہ ماننا بے دینی ہے۔

سچا دین

سچا دین شروع ہی سے ایک ہے اور اس کی تعلیم ہے کہ اس اکیلے کو مانا جائے اور اس کا حکم مانا جائے، پاک قرآن مجید نے کہا ہے:

دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور اسلام کے علاوہ جو بھی مذہب لایا جائے گا وہ نا قابل قبول ہے۔(سورہ آل عمران :۸۵)

انسان کی کمزوری ہے کہ اس کی نظر ایک مخصوص حد تک دیکھ سکتی ہے، اس کے کان ایک حد تک سن سکتے ہیں، اس کے سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی قوت بھی محدود ہے، ان پانچ حواس سے اس کی عقل کو معلومات فراہم ہوتی ہے، اسی طرح عقل کے عمل کی بھی ایک حد ہے۔

وہ مالک کس طرح کی زندگی پسند کرتا ہے؟ اس کی عبادت کس طرح کی جائے؟ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جنت اور جہنم میں لے جانے والے کام کیا ہیں؟ یہ سب آدمی کی عقل اور خود انسان پتہ نہیں لگا سکتے۔

پیغمبر

انسان کی اس کمزوری پر رحم کر کے اس کے مالک نے ان عظیم انسانوں پر جن کو اس نے اس منصب کے قابل سمجھا، اپنے فرشتوں کے ذریعہ اپنے پیغام نازل کیے، جنہوں نے انسانوں کو زندگی بسر کرنے اور بندگی کے طریقے بتائے اور زندگی کی وہ حقیقتیں بتائیں جو وہ اپنی عقل کی بنیاد پر نہیں سمجھ سکتا تھا، ایسے مہاپُرش کو نبی، رسول یا پیغمبر کہا جاتا ہے، اسے اوتار بھی کہہ سکتے ہیں، بشرطیکہ اوتار کا مطلب ہو ''جس پر اتارا جائے''۔ آج کل

اوتار کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ خود خدا ہے، یا خدا اس کی شکل میں اترا، یہ اندھ وشواش ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہے، اس اندھ وشواش نے ایک مالک کی عبادت سے ہٹا کر انسان کو مورتی پوجا کے دلدل میں پھنسا دیا۔

یہ عظیم انسان جن کو اللہ نے لوگوں کو سچا راستہ بتانے کے لیے چنا اور جن کو نبی اور رسول کہا گیا، ہر بستی اور خطہ اور ہر زمانے میں آتے رہے ہیں، ان سب نے ایک خدا کو ماننے، صرف اسی اکیلے کی عبادت کرنے اور اس کی مرضی سے زندگی گذارنے کا جو طریقہ (شریعت یا مذہبی قانون) وہ لائے، اس کی پابندی کرنے کو کہا، ان میں سے ایک رسول نے بھی ایک خدا کے علاوہ کسی کی بھی عبادت کی دعوت نہیں دی؛ بلکہ انہوں نے سب سے زیادہ اسی گناہ سے روکا، ان کی باتوں پر لوگوں نے یقین کیا اور سچے راستوں پر چلنے لگے۔

مورتی پوجا کی ابتدا

ایسے تمام پیغمبر اور ان کے ماننے والے انسان تھے، ان کو موت آنی تھی، (جس کو موت نہیں وہ صرف خدا ہے) نبی یا رسول کی موت کے بعد ان کے ماننے والوں کو ان کی یاد آئی اور وہ ان کی یاد میں بہت روتے تھے، شیطان کو موقع مل گیا، وہ انسان کا دشمن ہے اور انسان کے امتحان کے لیے اس مالک نے اس کو بہکانے اور بری باتیں انسان کے دل میں ڈالنے کی ہمت دی ہے کہ دیکھیں کون اس پیدا کرنے والے مالک کو مانتا ہے اور کون شیطان کو مانتا ہے؟

شیطان لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں اپنے رسول یا نبی سے بڑی محبت ہے، مرنے کے بعد وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں؛ اس لیے میں ان کی ایک مورتی بنا دیتا ہوں، اس کو دیکھ کر تم سکون پا سکتے ہو، شیطان نے مورتی بنائی، جب ان کا دل چاہتا وہ اسے دیکھا کرتے تھے، آہستہ آہستہ جب اس مورتی کی محبت ان کے دل میں بس گئی تو شیطان نے کہا کہ اگر تم اس مورتی کے آگے اپنا سر جھکاؤ گے تو اس مورتی میں بھگوان کو

پاؤ گے، انسان کے دل میں مورتی کی تعریف پہلے ہی گھر کر چکی تھی؛ اس لیے اس نے مورتی کے آگے سر جھکانا اور اسے پوجنا شروع کردیا اور وہ انسان جس کے پوجنے کے لائق صرف ایک خدا تھا، مورتیوں کو پوجنے لگا اور شرک میں پھنس گیا۔

اس سارے جہاں کا سردار (انسان) جب پتھر یا مٹی کے آگے جھکنے لگا تو وہ ذلیل وخوار ہوا اور مالک کی نظروں سے گر کر ہمیشہ کے لیے دوزخ کا ایندھن بن گیا، اس کے بعد اللہ نے پھر اپنے رسول بھیجے، جنہوں نے لوگوں کو مورتی پوجا اور اللہ کے علاوہ دوسرے کی پوجا سے روکا، کچھ لوگ ان کی بات مانتے رہے اور کچھ لوگوں نے ان کی نافرمانی کی، جو لوگ ان کی بات مانتے تھے اللہ ان سے خوش ہوتا اور جو لوگ ان کی نصیحتوں کی خلاف ورزی کرتے، ان کے لیے آسمان سے نیست ونابود کرنے کے فیصلے کردیے جاتے۔

رسولوں کی تعلیم

ایک کے بعد ایک نبی اور رسول آتے رہے، ان کے دین کی بنیاد ایک ہوتی، وہ ایک دین کی طرف بلاتے کہ ایک خدا کو مانو، کسی کو اس کی ذات اور صفات میں شریک نہ ٹھہراؤ، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو، اس کے سب رسولوں کو سچا جانو، اس کے فرشتوں کو جو اس کی پاک مخلوق ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں، نہ سوتے ہیں، ہر کام میں مالک کی فرماں برداری کرتے ہیں، سچا جانو، اس نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے جو وحی بھیجی یا گرنتھ اتارے ہیں، ان سب کو سچا جانو، مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پاکر اپنے اچھے برے کاموں کا بدلہ پانا ہے، اس پر یقین کرو اور یہ بھی جانو کہ جو کچھ تقدیر میں اچھا یا برا ہے، وہ مالک کی طرف سے ہے اور میں اس وقت جو شریعت اور زندگی گزارنے کے طریقے لے کر آیا ہوں ان پر چلو۔

جتنے اللہ کے نبی اور رسول آئے، سب سچے تھے اور ان پر جو مقدس کلام نازل ہوئے، وہ سب سچے تھے، ان سب پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ان میں فرق نہیں کرتے،

سچائی کا ترازو یہ ہے کہ جنہوں نے ایک خدا کو ماننے کی دعوت دی ہو، ان کی تعلیمات میں ایک مالک کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا یا خود ان کی پوجا کی بات نہ ہو؛ اس لیے جن مہاپرشوں کے یہاں مورتی پوجا یا بہت سے معبودوں کی عبادت کی تعلیم ہو وہ یا تو رسول نہیں تھے، یا ان کی تعلیمات میں ردوبدل ہوگئی ہے، محمد ﷺ سے پہلے کے تمام رسولوں کی تعلیمات میں ردوبدل کردی گئی ہے اور کہیں کہیں گرنتھوں کو بھی بدل دیا گیا ہے۔

آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ

یہ ایک بیش قیمت سچ ہے کہ ہر آنے والے رسول اور نبی کے ذریعہ اور ان کے صحیفوں میں ایک آخری نبی کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ان کے آنے کے بعد اور ان کو پہچان لینے کے بعد ساری پرانی شریعتیں اور مذہبی قانون چھوڑ کر ان کی بات مانی جائے اور ان کے ذریعہ لائے گئے کلام اور دین پر چلا جائے، یہ بھی اسلام کی حقانیت کا ثبوت ہے کہ پچھلی کتابوں میں انتہائی ردوبدل کے باوجود اس مالک نے آخری رسولؐ کے آنے کی خبر کو بدلنے نہ دیا، تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں خبر نہ تھی، ویدوں میں اس کا نام نراشنس، پرانوں میں کلکی اوتار، بائبل میں فارقلیط اور بودھ گرنتھوں میں آخری بدھ وغیرہ لکھا گیا ہے۔

ان مذہبی کتب میں محمد صاحب ﷺ کی جائے پیدائش، تاریخ پیدائش، وقت اور دیگر بہت سی علامات پہلے ہی بتادی گئی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا تعارف

اب سے تقریباً ساڑھے چودہ سو برس پہلے وہ آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ ملک عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے، پیدائش سے چند مہینے پہلے ہی ان کے والد کا انتقال ہوگیا تھا، والدہ بھی کچھ زیادہ دن زندہ نہ رہیں، پہلے دادا اور ان کی وفات کے بعد آپ کے چچا

نے انہیں پالا، دنیا میں سب سے نرالا یہ انسان تمام مکہ شہر کی آنکھوں کا تارا بن گیا، جیسے جیسے آپ بڑے ہوتے گئے، آپ کے ساتھ لوگوں کی محبت بڑھتی گئی، آپ کو سچا اور ایماندار کہا جانے لگا، لوگ اپنی بیش قیمتی امانتیں آپؐ کے پاس رکھتے، اپنے آپسی جھگڑوں کا فیصلہ کراتے، ایک مرتبہ کعبہ، جو مکہ میں اللہ کا مقدس گھر ہے، اس کو دوبارہ تعمیر کیا جارہا تھا، اس کی ایک دیوار کے کونے میں ایک مقدس پتھر ہے، جب اس کو اس کی جگہ پر رکھنے کی باری آئی تو اس کی تقدیس کی وجہ سے مکہ کے تمام قبیلے والوں اور سرداروں کی خواہش تھی کہ مقدس پتھر کو نصب کرنے کا اعزاز انہیں ہی ملے، اس کے لیے تلواریں نکل آئیں، تبھی ایک سمجھدار آدمی نے فیصلہ کیا کہ جو سب سے پہلا آدمی یہاں کعبہ میں آئے گا وہی اس کا فیصلہ کرے گا، سب لوگ تیار ہو گئے، اس دن سب سے پہلے آنے والے حضرت محمد ﷺ تھے، سب ایک آواز ہو کر بولے، واہ واہ، ہمارے درمیان سچا اور ایماندار آدمی آگیا ہے، ہم سب راضی ہیں۔

آپؐ نے ایک چادر بچھائی اور اس میں وہ پتھر رکھ کر کہا: ہر خاندان کا سردار چادر کا ایک کنارا پکڑ کر اٹھائے، جب پتھر دیوار تک پہنچ گیا تو آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یہ بڑی جنگ ختم کروادی۔

اسی طرح لوگ آپ ﷺ کو ہر کام میں آگے رکھتے تھے، آپ سفر پر جانے لگتے تو لوگ بے چین ہو جاتے اور جب آپ لوٹتے تو آپ ﷺ سے مل کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتے۔

ان دنوں وہاں اللہ کے گھر کعبہ میں ۳۶۰ بت، دیوی، دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی ہوئی تھیں، پورے عرب دیش میں اونچ نیچ، چھوت چھات، عورتوں پر ظلم، شراب جوا، سود، زنا جیسی جانے کتنی برائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو اللہ نے اپنے فرشتے کے ذریعہ آپ ﷺ پر قرآن نازل کرنا شروع کیا اور آپ کو رسول بنانے کی خوش خبری دی اور لوگوں کو توحید کی طرف بلانے کی ذمہ داری سپرد کی۔

سچ کی آواز

آپؐ نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر ایک آواز لگائی، لوگ اس آواز پر ٹوٹ پڑے؛ اس لیے کہ یہ ایک سچے ایماندار آدمی کی آواز تھی، آپ نے سوال کیا: اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک بہت بڑی فوج آرہی ہے اور تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم یقین کروگے؟

سب نے ایک آواز میں کہا: بھلا آپ کی بات پر کون یقین نہیں کرے گا، آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور پہاڑ کی چوٹی سے دوسری طرف دیکھ بھی رہے ہیں، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ بت پرستی سے روکا اور مرنے کے بعد جہنم کی آگ سے ڈرایا۔

انسان کی ایک کمزوری

انسان کی یہ کمزوری رہی ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی غلط باتوں کو بھی آنکھ بند کر کے مانتا چلا جاتا ہے، اگر چہ ان کی عقلیں اور دلائل اس کا صاف انکار کرتے ہیں؛ لیکن اس کے باوجود انسان آباو اجداد کی باتوں پر جمار ہتا ہے اور اس کے خلاف عمل تو کیا کچھ سن بھی نہیں سکتا۔

رکاوٹیں اور آزمائش

یہی وجہ تھی کہ چالیس برس کی عمر تک آپ کا احترام کرنے اور سچا ماننے اور جاننے کے باوجود مکہ کے لوگ آپؐ کی تعلیمات کے دشمن ہو گئے، آپ جتنا زیادہ لوگوں کو اس سچائی کی جانب بلاتے، لوگ اور زیادہ دشمنی کرتے، کچھ لوگ ایمان والوں کو ستاتے، مارتے اور آگ پر لٹا دیتے، گلے میں پھندا ڈال کر گھسیٹتے، ان پر پتھر برساتے؛ لیکن آپؐ سب کے لیے اللہ سے دعائیں مانگتے، کسی سے بدلہ نہیں لیتے، ساری ساری رات اپنے مالک سے ان کے

لیے ہدایت کی دعاء کرتے، ایک بار مکہ کے لوگوں سے مایوس ہوکر طائف شہر کی جانب گئے، وہاں کے لوگوں نے اس عظیم انسان کی توہین کی، آپ کے پیچھے شریر لڑکے لگا دیئے، جو آپ کو برا بھلا کہتے، انہوں نے آپ کو پتھر مارے، جس سے آپ کے پیروں سے خون بہنے لگا، تکلیف کی وجہ سے جب آپ کہیں بیٹھ جاتے تو وہ لڑکے آپ کو دوبارہ کھڑا کردیتے اور پھر مارتے، اس حال میں آپ شہر سے باہر نکل کر ایک جگہ پر بیٹھ گئے، آپ نے انہیں بددعا نہیں دی؛ بلکہ اپنے مالک سے دعاء کی: اے مالک! ان کو سمجھ دے دے، یہ جانتے نہیں، آپ کو اس پاک کلام اور وحی پہنچانے کی وجہ سے اپنا پیارا شہر مکہ بھی چھوڑنا پڑا، پھر آپ اپنے شہر سے مدینہ چلے گئے، وہاں بھی مکہ والے فوجیں تیار کرکے بار بار آپ ؐ سے لڑنے گئے۔

حق کی فتح

سچائی کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے؛ اس لیے یہاں بھی ہوئی، ۲۳ سال کی سخت مشقت کے بعد آپ نے سب پر فتح پائی اور سچائی کے راستے کی جانب آپ کی بے لوث دعوت نے پورے ملک عرب کو اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں کھڑ کردیا اور پوری دنیا میں ایک انقلاب آگیا، بت پرستی بند ہوئی، اونچ نیچ ختم ہوگئی اور سب لوگ ایک اللہ کو ماننے اور اسی کی عبادت کرنے والے ہوگئے۔

آخری وصیت

اپنی رحلت سے کچھ ہی سال پہلے آپ نے تقریباً سوا لاکھ لوگوں کے ساتھ حج کیا اور تمام لوگوں کو اپنی آخری وصیت کی، جس میں آپ نے یہ بھی کہا:

> لوگو! تم سے مرنے کے بعد جب اعمال کی پوچھ گچھ ہوگی تو میرے بارے میں بھی پوچھا جائے گا، کہ کیا میں نے اللہ کا دین اور وہ سچائی لوگوں تک پہنچائی تھی؟ سب نے کہا: بے شک آپ پہنچا چکے، آپ نے

آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار کہا: اے اللہ! آپ گواہ رہئے، آپ گواہ رہئے، آپ گواہ رہئے، اس کے بعد آپ نے لوگوں سے فرمایا: یہ سچا دین جن تک پہنچ چکا ہے، وہ ان کو پہنچائیں جن کے پاس نہیں پہنچا ہے۔

آپ نے یہ بھی خبر دی کہ میں آخری رسول ہوں، اب میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا، میں ہی وہ آخری نبی نراشنس اور کلکی اوتار ہوں جس کا تم انتظار کر رہے تھے اور جس کے بارے میں تم سب کچھ جانتے ہو۔

قرآن میں ہے: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (پیغمبر محمد ﷺ) کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، ہاں بے شک ان میں ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۴۷)

ہر انسان کی ذمہ داری

اب قیامت تک آنے والے ہر انسان کی ذمہ داری ہے اور اس کا مذہبی اور انسانی فریضہ ہے کہ وہ اس اکیلے مالک کی بندگی کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اس کے آخری پیغمبر محمد ﷺ کو سچا جانے اور ان کے لائے ہوئے دین اور زندگی گزارنے کے طور طریقوں پر چلے، اسلام میں اسی کو ایمان کہا گیا ہے، اس کے بغیر مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلنا پڑے گا۔

کچھ اشکالات

یہاں آپ کے ذہن میں کچھ سوال پیدا ہو سکتے ہیں، مرنے کے بعد جنت یا دوزخ میں جانا دکھائی تو دیتا نہیں، اسے کیوں مانیں؟

اس سلسلے میں یہ جان لینا مناسب ہوگا کہ تمام پرانے گرنتھوں میں جنت اور دوزخ کا حال بیان کیا گیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت دوزخ کا تصور تمام مذاہب میں مسلّم ہے۔

اسے ہم ایک مثال سے بھی سمجھ سکتے ہیں، بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، اگر اس سے کہا جائے کہ جب تم باہر آؤ گے تو دودھ پیو گے، روؤ گے، باہر تم بہت سی چیزیں دیکھو گے، تو حالتِ حمل میں اسے یقین نہیں آئے گا، مگر وہ جیسے ہی حمل کے باہر نکلے گا، تب سب چیزوں کو اپنے سامنے پائے گا، اسی طرح یہ تمام جہاں ایک حمل کی حالت ہے، یہاں سے موت کے بعد نکل کر جب انسان آخرت کے جہان میں آنکھیں کھولے گا، تو سب کچھ اپنے سامنے پائے گا۔

وہاں کی جنت دوزخ اور دوسری حقیقتوں کی خبر ہمیں اس سچے نے دی ہے، جس کو اس کے جانی دشمن بھی کبھی جھوٹا نہ کہہ سکے اور قرآن جیسی کتاب نے دی، جس کی سچائی ہر اپنے پرائے نے مانی ہے۔

دوسرا سوال

دوسری چیز جو آپ کے دل میں کھٹک سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب تمام رسول، مذہب اور مذہبی صحائف سچے تھے تو پھر اسلام قبول کرنا کیا ضروری ہے؟

آج کی موجودہ دنیا میں اس کا جواب بالکل آسان ہے، ہمارے ملک کی ایک پارلیمنٹ ہے، یہاں کا ایک آئین ہے، یہاں جتنے وزیر اعظم ہوئے، وہ سب ہندوستان کے حقیقتاً وزیر اعظم تھے، پنڈت جواہر لال نہرو، شاستری جی، پھر اندرا گاندھی، چرن سنگھ، راجیو گاندھی، وی پی سنگھ وغیرہ، ملک کی ضرورت اور وقت کے مطابق جو قوانین اور ترمیمات انہوں نے پاس کیں، وہ سب بھارت کے قوانین تھے، مگر اب جو موجودہ وزیر اعظم ہیں، ان کی کابینہ اور سرکار جو بھی قانون میں ترمیم کرے گی، اس سے پرانا قانون ختم ہو جائے گا او

ربھارت کے ہر شہری کے لیے ضروری ہوگا کہ اس نئے ترمیمات شدہ قانون کو مانے، اگر اب کوئی ہندوستانی شہری یہ کہے کہ جب اندرا گاندھی اصلی وزیر اعظم تھیں تو میں ان کے ہی قانون مانوں گا، اس نئے وزیر اعظم کے ترمیم شدہ قانون نہیں مانتا اور نہ ان کے ذریعہ لگائے گئے ٹیکس دوں گا، تو ایسے انسان کو ہر شخص ملک مخالف کہے گا اور اسے سزا کا مستحق سمجھا جائے گا، اسی طرح تمام مذاہب اور مذہبی گرنتھ اپنے وقت میں آئے اور سب سچائی کی تعلیم دیتے تھے؛ اس لیے اب تمام رسولوں اور مذہبی کتابوں کو سچا مانتے ہوئے بھی آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان لانا اور ان کی شریعت پر عمل کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔

سچا دین صرف ایک ہے

اس لیے یہ کہنا کسی طرح مناسب نہیں کہ تمام مذاہب خدا کی طرف لے جاتے ہیں، راستے الگ الگ ہیں، منزل ایک ہے، سچ صرف ایک ہوتا ہے، جھوٹ بہت ہو سکتے ہیں، نور ایک ہوتا ہے، اندھیرے بہت ہو سکتے ہیں، سچا دین صرف ایک ہے، وہ شروع ہی سے ایک ہے؛ اس لیے اس ایک کو ماننا اور اسی ایک کی ماننا اسلام ہے، دین کبھی نہیں بدلتا، صرف شریعتیں وقت کے مطابق بدلتی رہتی ہیں اور وہ بھی اسی مالک کے بتائے ہوئے طریقے پر، جب انسان کی نسل ایک ہے اور ان کا مالک ایک ہے، تو راستہ بھی صرف ایک ہے، قرآن نے کہا ہے:

دین تو اللہ کا صرف اسلام ہے۔

ایک اور سوال

یہ ایک سوال بھی ذہن میں آسکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی اور پیغمبر ہیں اور وہ دنیا کے آخری نبی ہیں، اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب صاف ہے کہ اوّل تو یہ قرآن خدا کا کلام ہے، اس نے دنیا کو اپنے سچے

ہونے کے لیے جو دلیلیں دی ہیں، وہ سب کو ماننی پڑی ہیں اور آج تک ان کی کاٹ نہیں ہو سکی ہے، اس نے حضرت محمد ﷺ کے سچے اور آخری نبی ہونے کا اعلان کیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا ایک ایک پل دنیا کے سامنے ہے، ان کی تمام زندگی تاریخ کی کھلی کتاب ہے، دنیا میں کسی بھی انسان کی زندگی آپ کی زندگی کی طرح محفوظ اور اجالے میں نہیں ہے، آپؐ کے دشمنوں اور اسلام دشمن تاریخ دانوں نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ محمد صاحب ﷺ نے اپنی ذاتی زندگی میں کبھی کسی کے بارے میں بھی جھوٹ بولا ہو، آپؐ کے شہر والے آپ کی سچائی کی قسمیں کھاتے تھے، جس بہترین انسان نے اپنی ذاتی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، وہ دین کے نام پر اور خدا کے نام پر جھوٹ کیسے بول سکتا تھا؟ آپؐ نے خود یہ بتایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ ہی کوئی پیشین گوئی کی ہے، تمام مذہبی گرنتھوں میں آخری رشی، کلکی اوتار کی جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اور جو پہچانیں بتائی گئی ہیں، وہ صرف حضرت محمد ﷺ پر پوری اترتی ہیں۔

پنڈت وید پرکاش اپادھیائے کا فیصلہ

پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے لکھا ہے کہ جو اسلام قبول نہ کرے اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے دین کو نہ مانے وہ ہندو بھی نہیں ہے؛ اس لیے کہ ہندوؤں کے مذہبی گرنتھوں میں کلکی اوتار اور نراشنس کے اس زمین پر آجانے کے بعد ان کو اور ان کا دین ماننے کو کہا گیا ہے، تو جو ہندو بھی اپنے مذہبی گرنتھوں میں عقیدہ رکھتا ہو، انہیں مانے بغیر مرنے کے بعد کی زندگی میں دوزخ کی آگ، وہاں خدا کے دیدار سے محرومی اور اس کے غضب کا مستحق ہوگا۔

ایمان کی ضرورت

مرنے کے بعد کی زندگی کے علاوہ اس دنیا میں بھی ایمان اور اسلام ہماری ضرورت ہے اور انسان کا فرض ہے کہ ایک مالک کی پوجا کرے، جو اس کا در چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکتا پھرے، وہ جانوروں سے بھی گیا گزرا ہے، کتا بھی اپنے مالک

کے در پر پڑا رہتا ہے اور اسی سے آس لگاتا ہے، وہ کیسا انسان ہے جو اپنے سچے مالک کو بھول کر دردر جھکتا پھرے۔

لیکن اس ایمان کی زیادہ ضرورت مرنے کے بعد کے لیے ہے، جہاں سے انسان واپس نہ لوٹے گا اور موت پکارنے پر بھی اس کو موت نہ ملے گی، اس وقت پچھتاوا بھی کچھ کام نہ دے گا، اگر انسان یہاں سے ایمان کے بغیر چلا گیا تو ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا، اگر اس دنیا کی آگ کی ایک چنگاری بھی ہمارے جسم کو چھو جائے تو ہم تڑپ جاتے ہیں، تو دوزخ کی آگ کیسے برداشت ہو سکے گی؟ جو اس آگ سے ستر گنا تیز ہے اور اس میں ہمیشہ جلنا ہے، جب ایک کھال جل جائے گی تو دوسری کھال بدل دی جائے گی اور لگاتار یہ سزا بھگتنا ہوگی۔

عزیز قارئین!

میرے عزیز قارئین! موت کا وقت نہ جانے کب آجائے؟ جو سانس اندر ہے، اس کے باہر آنے کا بھی بھروسہ نہیں اور جو سانس باہر ہے، اس کے اندر آنے کا بھی بھروسہ نہیں، موت سے پہلے مہلت ہے، اپنی سب سے پہلی اور سب سے بڑی ذمہ داری کا احساس کرلیں، ایمان کے بغیر نہ یہ زندگی زندگی ہے اور نہ مرنے کے بعد آنے والی زندگی۔

کل سب کو اپنے مالک کے پاس جانا ہے، وہاں سب سے پہلے ایمان کی پوچھ تاچھ ہوگی، اس میں میری ذاتی غرض بھی ہے کہ کل حساب کے دن آپ یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تک بات پہنچائی ہی نہیں تھی۔

مجھے امید ہے کہ یہ سچی باتیں آپ کے دل میں گھر کرگئی ہوں گی، تو آیئے محترم! سچے دل اور سچی روح والے میرے عزیز دوست! اس مالک کو گواہ بنا کر اور ایسے سچے دل سے جسے دلوں کے حال جاننے والا مان لے، اقرار کریں اور وعدہ کریں:

اشهد أن لا إله إلا الله واشهد أن محمداً عبده ورسوله ﷺ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے بندے اور رسول ہیں۔

میں توبہ کرتا ہوں کفر سے، شرک (کسی طرح بھی اللہ کا شریک بنانے) سے اور تمام طرح کے گناہوں سے اور اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ اپنے پیدا کرنے والے سچے مالک کے سب حکم مانوں گا اور اس کے سچے نبی حضرت محمد ﷺ کی سچی اطاعت کروں گا، رحیم و مالک مجھے اور آپ کو اس راستے پر مرتے دم تک قائم رکھے۔

میرے عزیز دوست! اگر آپ اپنی موت تک اس یقین اور ایمان کے مطابق اپنی زندگی گزارتے رہے تو پھر معلوم ہوگا کہ آپ کے اس بھائی نے کیسا محبت کا حق ادا کیا۔

ایمان کا امتحان

اس اسلام اور ایمان کے باعث آپ کی آزمائش بھی ہوسکتی ہے، مگر جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے، یہاں بھی حق کی جیت ہوگی اور اگر زندگی بھر امتحان سے گزرنا پڑے تو یہ سوچ کر سہہ جانا کہ اس دنیا کی زندگی تو کچھ دنوں تک محدود ہے، مرنے کے بعد کی تمام زندگی، وہاں کی جنت اور اس کے سکھ حاصل کرنے کے لیے اور اپنے مالک کو راضی کرنے کے لیے اور اس کے بالمشافہ دیدار کے لیے یہ آزمائشیں کچھ بھی نہیں ہیں۔

آپ کا فرض

ایک بات اور! ایمان اور اسلام کی یہ سچائی ہر اس بھائی کا حق اور امانت ہے جس تک یہ حق نہیں پہنچا ہے؛ اس لیے آپ کا بھی فرض ہے کہ بے لوث ہو کر صرف اپنے بھائی کی ہمدردی میں اور اسے مالک کے غضب، دوزخ کی آگ اور سزا سے بچانے کے لیے، دکھ درد کے احساس کے ساتھ جس طرح پیارے نبی ﷺ نے یہ سچائی پہنچائی تھی، آپ بھی

پہنچائیں، ان کو صحیح راستہ سمجھ میں آنے کے لیے اپنے مالک سے دعا کریں، ایسا آدمی کیا انسان کہلانے کا حق دار ہے؟ جس کے سامنے ایک اندھا دکھائی نہ دینے کی وجہ سے آگ کے الاؤ میں گر جائے اور وہ ایک بار بھی پھوٹے منہ سے یہ نہ کہے کہ تمہارا یہ راستہ آگ کے الاؤ کی جانب جاتا ہے، انسانیت کی بات یہ ہے کہ اس کو روکے، اس کو پکڑ کر بچائے اور عہد کرے کہ جہاں تک اپنا بس ہے، میں ہرگز تمہیں آگ میں گرنے نہیں دوں گا۔

ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان پر حق ہے کہ جس کو دین کی، نبی کی، قرآن کی ہدایت مل چکی ہے، وہ شرک اور کفر کی آگ میں پھنسے لوگوں کو بچانے کی دھن میں لگ جائے، ان کی تھوڑی میں ہاتھ دے، ان کے پاؤں پکڑے کہ لوگ ایمان سے ہٹ کر غلط راستے پر نہ جائیں، بے غرض اور سچی ہمدردی میں کہی گئی بات دل پر اثر کرتی ہے، اگر آپ کے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ایمان کی دولت مل گئی اور ایک شخص بھی مالک کے سچے در پر لگ گیا، تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا؛ اس لیے اللہ اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی کو کفر اور شرک سے نکال کر سچائی کے راستے پر لگا دے، آپ کا بیٹا اگر آپ کا باغی ہو کر دشمن سے جا ملے اور اسی کا کہنا مانتا رہے اور کوئی نیک آدمی اس کو سمجھا بجھا کر آپ کا فرماں بردار بنا دے تو آپ اس نیک آدمی سے کتنے خوش ہوں گے، مالک اس بندے سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے، جو دوسرے تک ایمان پہنچانے اور بانٹنے کا ذریعہ بن جائے۔

ایمان لانے کے بعد

اسلام قبول کرنے کے بعد جب آپ مالک کے سچے بندے بن گئے تو اب آپ پر روزانہ پانچ بار نماز فرض ہے، آپ اسے سیکھیں اور پڑھیں، اس سے روح کو تسکین ملتی ہے اور اللہ سے محبت بڑھتی ہے، رمضان آئے گا تو ایک مہینہ کے روزے رکھنے ہوں گے، مال دار ہیں تو دین کے مقرر کی ہوئی در سے اپنی آمدنی میں سے مستحقین کا حصہ نکالنا ہوگا اور اگر بس میں ہو تو زندگی میں ایک بار حج کے لیے جانا پڑے گا۔

خبردار! اب آپ کا سر اللہ کے علاوہ کسی کے آگے نہ جھکے، آپ پر شراب، جوا، سود، سور کا گوشت، رشوت اور ہر حرام کی ہوئی چیز منع ہے اور اس سے بچنا ہے اور اللہ کی پاک بتائی ہوئی چیزوں کو پورے شوق سے کھانا چاہئے۔

اپنے مالک کے ذریعہ دیا گیا پاک کلام روزانہ پڑھنا ہے اور پاکی اور صفائی کے طریقے سیکھنے ہیں، سچے دل سے یہ دعا کرنی ہے کہ اے ہمارے مالک! ہم کو، ہمارے دوستوں کو، خاندان کے لوگوں اور رشتہ داروں کو اور اس روئے زمین پر بسنے والی پوری انسانیت کو ایمان کے ساتھ زندہ رکھ اور ایمان کے ساتھ انہیں موت دے، اس لیے کہ ایمان ہی انسانی سماج کا پہلا اور آخری سہارا ہے، جس طرح اللہ کے ایک پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام جلتی ہوئی آگ میں اپنے ایمان کی بدولت کود گئے تھے اور ان کا بال بیکا نہیں ہوا تھا، آج بھی اس ایمان کی طاقت آگ کو گلزار بنا سکتی ہے اور سچے راستے کی ہر رکاوٹ کو ختم کرسکتی ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

والسلام

مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں:

محمد کلیم صدیقی
پُھلت، مظفر نگر (یوپی)

❀❀❀

ہماری دینی دعوتی مطبوعات

(۱) حقانیت اسلام	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۲) اَرمُغانِ دعوت	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھُلت
(۳) دعوتِ دین کچھ غلط فہمیاں کچھ حقائق	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۴) تحفۂ دعوت	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۵) ہدیۂ دعوت	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۶) اسوۂ نبی رحمت	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۷) دینی مدارس اور ہماری ذمہ داری	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۸) دعوت فکر و عمل	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۹) رفیق بنو فریق نہ بنو	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۱۰) ماہنامہ اَرمُغانِ دعوت اسلام کا خاص نمبر	مولانا کلیم صدیقی صاحب پھلت
(۱۱) دینی دعوت کے قرآنی اصول	قاری محمد طیب صاحبؒ
(۱۲) دعوتِ دین اور اس کا عملی طریقہ	مولانا ریاض موسیٰ ملیاری
(۱۳) دعوت اسلام ایک اہم فریضہ	مولانا عتیق احمد بستوی
(۱۴) مقدس قرآن کی چوبیس آیتیں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
(۱۵) اگر اب بھی نہ جاگے تو!	محمد شمس نوید عثمانی
(۱۶) کیا ہم مسلمان ہیں؟	محمد شمس نوید عثمانی
(۱۷) کتنے دور کتنے پاس قرآن وید فیصلہ کرتے ہیں	ڈاکٹر سید عبداللہ طارق
(۱۸) گواہی	ڈاکٹر سید عبداللہ طارق
(۱۹) اسلام کا سوَرُوپ	ڈاکٹر سید عبداللہ طارق
(۲۰) وہی ایک ایکتا کا آدھار	ڈاکٹر سید عبداللہ طارق
(۲۱) شانتی پیغام	ڈاکٹر سید عبداللہ طارق
(۲۲) نماز (ایک سرودھرم اُپاسنا)	ڈاکٹر سید عبداللہ طارق
(۲۳) نرشنس اور انتم رشی	ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے، چندی گڑھ
(۲۴) کلکی اوتار اور محمد صاحبؐ	ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے، چندی گڑھ
(۲۵) ویدک دھرم اور اسلام	ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے، چندی گڑھ